دینی مقدسات کی حرمت سے متعلق بین الاقوامی قوانین کا جائزہ

An Analytical Study of international Laws regarding Sacredness of Religious Sanctities

Dr. Muhammad Irfan
Lecturer Islamic Studies, Bacha Khan Medical College, Mardan
irfan.ibf@gmail.com

Dr. Hafiz Moazzum Shah
Lecturer department of shariah, Allama Iqbal Open University Islamabad
smoazzum@gmail.com

Abstract

In Modern world the protection of life, property and honour of the people is one of the basic and important responsibilities of the state, whether the state is following the principles of divine religions or non-divine. In order to fulfil this responsibility, a penal code is formulated in which the state determines the limits and punishments of crimes keeping in view the local religious, social, political and economic conditions. However, at present, in the Western world, these laws are considered an obstacle in the way of freedom of expression. Therefore, international organizations are seeking to remove these laws from the world. However, freedom of expression does not mean that a state should leave its citizens to express whatever comes to their mind, ignoring the fact that it may hurt the feelings of other citizens.Apart from Islamic countries, many Western and European countries also have laws against blasphemy. Countries like Afghanistan, Egypt, Iran, Kuwait, Malaysia, Maldives, Mauritania, Nigeria, Pakistan, Qatar, Saudi Arabia, Somalia, Sudan, UAE and Yemen have laws imposing death penalty in case of blasphemy or other religious crimes such as apostasy.In addition to the above countries, some countries have laws in place to punish or fine the offender for crimes related to blasphemy. The majority of these countries are Western countries such as Austria, Denmark, Finland, Greece, Israel, Italy, Jordan, the Netherlands, and the United Kingdom, Ireland and Norway. But each country has its own set of rules by which the perpetrator is punished after following the already set procedure. Therefore, there is need of a comparative analysis of these laws in the light of Quran and Sunnah. This research provides a brief overview

of blasphemy laws. It proceeds with a precise introduction of the topic. The second part presents detail analysis of the blasphemy laws of different countries. It also discusses the relevant UN laws about the subject. The last part consists of some important conclusion of this discussion.

Keywords: blasphemy, sanctity, laws, religious

ریاست چاہے کسی الہامی مذہب کے اصولوں پر قائم ہو یا پھر غیر الہامی بنیادوں پر استوار ہو ،ایک بات سب میں مشترک ہوتی ہے کہ عوام کی جان،مال اور عزت وناموس کی حفاظت ریاست کی اولین ذمہ داری ہوتی ہے۔اس ذمہ داری کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ضابطہ تعزیرات بنایا جاتا ہے جس میں ریاست اپنے شہریوں کی مذہبی، معاشرتی، سیاسی اور معاشی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے جرائم کی حدود اور سزائیں متعین کرتی ہے۔موجودہ دور مغربی دنیا میں ان قوانین کو اظہار رائے کی آزادی میں ایک روکاوٹ کے طور پر دیکھا جارہا ہے جس کی وجہ سے کئی بین الاقوامی ادارے ان قوانین کو پوری دنیا سے ختم کرنے کے درپے ہیں۔ حالانکہ اظہار رائے کی آزادی کا یہ مطلب ہر گز نہیں لیا جاسکتا کہ کوئی ریاست اپنے شہریوں کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑدے کہ جو ان کی دل میں آئے،اس کا اظہار کرتے پھریں، اگرچہ اس سے دوسرے شہریوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔

اسلامی ممالک کے علاوہ کئی مغربی اور یورپی ممالک میں بھی مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلق قوانین موجود ہیں۔اس وقت تک دنیا کے درج ذیل ممالک میں مذہبی مقدسات کی توہین یا دیگر مذہبی جرائم جیسے ارتداد وغیرہ کی صورت میں مجرم کو سزائے موت دینے کا قانون موجود ہے۔

افغانستان، مصر، ایران، کویت، ملائشیا، مالدیپ، موریطانیہ، نائیجریا، پاکستان، قطر، سعودی عرب، صومالیہ، سوڈان، متحدہ عرب امارات اور یمن۔ [1]

مندرجہ بالا ممالک کے علاوہ بعض ممالک میں بلاس فیمی سے متعلق جرائم پر مجرم کو قید کرنے یا مالی طور پر جرمانہ کرنے کا قانون نافذ العمل ہے۔ ان ممالک میں اکثریت مغربی ممالک کی ہے جیسے آسٹریا، ڈنمارک، فن لینڈ، یونان، اسرائیل، اٹلی، اردن، نیدرلینڈ، ترکی اور برطانیہ، آئرلینڈ اور ناروے۔ لیکن ہر ملک کے اپنے قانونی ضابطے ہیں جن کی روسے عدالتی کارروائی کے بعد وہاں مجرم کو سزادی جاتی ہے۔ [2]

آنے والے صفحات میں پہلے مغربی ممالک اور اس کے بعد اسلامی ممالک میں بلاس فیمی (توہین مذہب) کے قوانین کا مختصراً جائزہ پیش کیا گیاہے۔

توہین مذہب کے بارے میں چند مغربی ممالک کے قوانین کا جائزہ:

مغربی ممالک خصوصاً برطانیہ میں صرف مسیحی مذہب کی توہین جرم ہے اور بلاس فیمی کے قانون کا اطلاق توہین مسیح کے علاوہ کسی پر لاگو نہیں کیا جا سکتا۔ ہالسبری لاز آف انگلینڈ (Halsbury Laws of England) میں یہ تصور کافی واضح انداز میں موجود ہے، جس کا حاصل یہ ہے:

بلاس فیمی، کامن لاء میں ایک ایسا واضح اور نمایاں قانون ہے جو کسی ایسی شائع شدہ تحریر پر مشتمل ہو جس میں دینِ مسیحیت اور بائبل کے متعلق اس قدر سخت الفاظ، گندی گالیاں اور بازاری زبان استعمال کی گئی ہو کہ بحث واختلاف کی تمام حدود پھلانگ دی جائیں اور نقصِ امن کا احتمال پیدا ہو جائے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ مسیحی مذہب اور کتابِ مقدس کے متعلق فحش الفاظ زبانی کہے جائیں یا لکھ کر کہے جائیں دونوں صورتوں میں توہین (Blasphemy) ہے، البتہ تحریری صورت میں توہین خلافِ قانون جرم تصور ہو گا۔[3]

اس تعریف سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ صرف خدا، عیسیٰ، بائبل اور مسیحی مذہب کی توہین بلاس فیمی کے زمرے میں شامل ہے۔ اس دعویٰ کی سب سے بڑی دلیل 1978ء میں "Gay News" کے ایڈیٹر ڈینس لی مون (Denis Lemon) کے خلاف فیصلہ (Whiteman Vs Lemon AC-617) میں فاضل جج کے ریمارکس ہیں:

"The law is clear: Every publication is said to be blasphemous which contains any contemptuous, reviling, scurrilous or ludicrous matter relating to God, Jesus Christ, or the Bible, or the formularies of the Church of England as by law established.[4]"

"یہ قانون بہت واضح ہے، ہر وہ تحریر گستاخانہ قرار دی جائے گی جو خدا، حضرت عیسیٰ اور بائبل یا چرچ برطانیہ کے مقررہ رسومات کے خلاف بے ادبی، گستاخانہ، معاندانہ، مضحکہ خیز یا آزاد خیالی اور بے راہ روی پر مشتمل ہو۔"

"The Conciese Oxford Dictionary of World Religions" میں بلاس فیمی کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"Blasphemy (GK., 'speaking evil'). Impious or profane talk, especially against God; and in many W.legal systems, the offence of reviling God or Jesus Christ or an established church."[5]

"بلاس فیمی (یونانی لفظ؛ برائی کے ساتھ یاد کرنا) فاسقانہ اور بے حرمتی کے ساتھ بات کرنا خصوصاً خدا کے متعلق، اور اکثر مغربی قانونی نظام میں خدا یا عیسیٰ علیہ السلام اور گرجاگھر کی توہین اور بے حرمتی کا جرم مراد لیا جاتا ہے۔"

سید ابوالحسن ندوی (متوفی 1999ء)6 نے بلاس فیمی کے اس محدود دائرے کو درج ذیل پیرائے میں بیان کیا ہے:

"جس وقت ایوانِ اقتدار پر چرچ کا غلبہ تھا تو کسی کو بھی مذہب اور چرچ کے خلاف لب کشائی کی اجازت نہیں تھی اور ان دونوں کی توہین اور بے حرمتی کی صورت میں سزائے موت دی جاتی تھی۔ مسیحیت سے اختلاف رکھنے والوں کا خون مباح تھا۔ اربابِ کلیسا کی کے نام پر ان کی جائیدادیں ضبط کرلی جاتی تھیں۔ ان "مرتدوں" کو سزائیں دینے کے لئے الگ عدالتیں قائم کی گئیں۔ تین لاکھ سے زائد افراد کو سزائیں دی گئیں اور 32 ہزار لوگ آگ میں جلا دیئے گئے۔"[7]

ایک دوسری جگہ مسیحی عقائد کے مخالفین کا عبرتناک انجام ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ہیئت وطبیعات کے عالم برونو (Brunoe) مسیحی عقائد کے برعکس کرہ ارض کے علاوہ دیگر دنیاؤں کا قائل تھا۔ محکمہ احتساب نے اس کے لئے نرم سزا کہ خون کا ایک قطرہ زمین پر نہ پڑے (آگ میں جلایا جائے) کی سفارش کی اور 1600ء میں زندہ جلا دیا گیا۔"[8]

گزشتہ صدی سے آزادی اظہار رائے کی مختلف تحاریک نے زیادہ قوت کے ساتھ مذہبی توہین کے قوانین کے خلاف اپنی آواز بلند کی جس کی وجہ سے اکثر ترقیافتہ ممالک نے ان قوانین کو رفتہ رفتہ تبدیل شروع کر دیا۔ بعض ممالک نے سزا کی مقدار میں خاصی تبدیلیاں کیں۔ جس کے نتیجے میں آج بعض ترقیافتہ میں مذہبی توہین سے متعلق قوانین پر صرف چند ماہ قید کی سزا رہ گئی ہے۔ جیسے آئس لینڈ میں زیادہ سے زیادہ تین ماہ قید اور ڈنمارک میں چار ماہ قید کی سزا مقرر ہے۔ نیوزی لینڈ اور پولینڈ میں بلاس فیمی کے تحت دو سال قید کی سزا جبکہ جرمنی اور یونان مین تین سال قید کی سزا مقرر کی گئی ہے۔ نیوزی نے جون 2015 میں جبکہ آئس لینڈ نے جولائی 2015 میں بلاس فیمی قوانین میں تبدیلیاں کیں۔[9]

مندرجہ بالا تمہید کے بعد اب چند مغربی ممالک میں مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلقہ قوانین کا الگ الگ جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

برطانیہ کے کامن لاء میں مذہبی مقدسات کی سزا:

سولہویں صدی عیسوی سے لے کر انیسویں صدی عیسوی تک قانونِ توہین مسیح (Blasphemy Law) برطانیہ کے آئین کامن لاء (Common Law) کا ایک حصہ تھا۔ یہ ملحد (Atheeists) اور تثلیث کے منکر موّحدین کے

خلاف بطور اذیت اور عقوبت ایک قانونی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ ٹیلر Taylor کیس (1676ء) کامن لاء کے بلاس فیمی میں سب سے پہلا کیس تھا۔ [10]

برطانیہ کے قانون توہین مسیح (Blasphemy) کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے:

"At common law, blasphemy is defined at the publication (orally or, for libel, in writing) of matter which vilifies or is contemptuous of or which denies the truth of the Christian religion or the Bible or the Book of Commom Prayer and which is couched in indecent..."[11]

"کامن لاء کی رو سے توہین مسیح کی تعریف یہ ہے کہ کسی ایسی بات کی اشاعت جو تحریری یا تقریری طور پر سے توہین کے زمرے میں آئے اور جو اہانت آمیز طریقہ سے یسوع مسیحؑ، مذہبِ مسیح یا کتاب مقدس انجیل کی سچائی سے انکار کر دے یا ان کے لئے ایسے نازیبا اور فحش الفاظ استعمال کئے جائیں جو پیروانِ مسیح کے لئے جارحانہ اور اشتعال انگیز ہوں، بلاس فیمی تصور ہو گی۔"

برطانیہ میں سولہویں صدی سے اٹھارویں صدی عیسوی کے وسط تک تک عیسائیت کے خلاف بلاس فیمی کامن لاء کا حصہ رہا ہے۔ اس کی رو سے اٹھارویں صدی عیسوی تک توہین مسیح کی سزا "سزائے موت" ہی تھی لیکن اس کے بعد وہاں سزائے موت ختم کر دی گئی ہے، اور اس کی جگہ توہینِ مسیح کی سزا عمر قید قرار دی گئی۔ [12]

8 مئی 2008ء میں کریمنل جسٹس اینڈ امیگریشن ایکٹ 2008ء نے کامن لاء کے بلاس فیمی کے جرائم کی سزا منسوخ کر دی ہے اور انگلینڈ اور ویلز (Wales) میں 8 جولائی 2008ء سے اس پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔ [13]

1977ء میں ڈینس لی مون (Denis Lemon) گے نیوز (Gay News) کے ایڈیٹر نے حضرت مسیحؑ پر ایک مزاحیہ اور توہین آمیز نظم لکھی۔ اس کے خلاف برطانیہ کی عدالت میں بلاس فیمی کا مقدمہ دائر ہوا جس میں ان کے وکلاء نے یہ موقف اختیار کیا کہ ملزم نے بلاس فیمی کا ارتکاب قصداً نہیں کیا تھا بلکہ اس نے یہ بات صرف تفریح طبع کے طور پر کہی ہے۔ لیکن جیوری نے متفقہ طور پر ملزم کے اس الزام کو مسترد کر دیا۔ [14]

ریاست ہائے متحدہ امریکا میں بلاس فیمی کا قانون:

بیسویں صدی میں امریکہ کی اکثر ریاستوں میں بلاس فیمی سے متعلقہ قوانین کالعدم قرار دیے گئے ہیں، تاہم بعض ریاستوں جیسے Massachusetts, Michigan, Oklahoma, Pennsylvania, South Carolina,

Wyoming میں اب بھی ایسے بلاس فیمی سے متعلق قوانین موجود ہیں اگرچہ اب ان قوانین پر عمل درآمد کافی حد متروک ہو چکا ہے۔

2007ء میں پنسلوانیہ کی ریاست میں ایک فلم بنانے والے کو انہی قوانین کی وجہ سے عدالتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔[15]

امریکہ میں موجود بلاس فیمی لاء کے متعلق اسماعیل قریشی لکھتے ہیں:

"امریکی قانون کے مطابق جارحانہ طریقہ سے عیسائی مذہب پر حملہ یا اہانتِ مسیح یا مقدس صحیفوں کا تمسخر بلاس فیمی کی تعریف میں آتا ہے۔ تحریر یا تقریری اہانت بلاس فیمی ہے۔ قانون میں جن باتوں یا مواد کو توہین مسیحؑ بتلایا گیا ہے ان میں سے کسی ایک چیز کا ارتکاب اہانت مسیحؑ یا بلاس فیمی کی زد میں ائے گا۔"[16]

امریکہ کے مشرقی ساحلی ریاست "Massachuseetts" کے جنرل لاء کے باب 272 کے سیکشن 36 میں لکھا ہے:

"Whoever wilfully blasphemes the holy name of God by denying, cursing or contumeliously reproaching God, his creation, government or final judging of the world, or by cursing or contumeliously reproaching Jesus Christ or the Holy Ghost, or by cursing or contumeliously reproaching or exposing to contempt and ridicule, the holy word of God contained in the holy scriptures shall be punished by imprisonment in jail for not more than one year or by a fine of not more than three hundred dollars, and may also be bound to good behavior."[17]

"جو کوئی بھی قصداً خدا کے مقدس نام کی سرکشی، بے ادبی یا گستاخانہ انداز میں ذکر کرے گا، اس کی مخلوقات، سلطنت یا قیامت کے لحاظ سے غیر مؤدبانہ طریقہ اپنائے گا، حضرت عیسیٰ یا روح القدس یا مقدس صحائف کا مضحکہ خیز انداز سے ذکر کرے گا، اسے قید کی سزا جو ایک سال سے زیادہ نہ ہو یا 300 ڈالر سے کم جرمانہ کیا جائے گا اور آئندہ کے لئے اچھے اور عمدہ کردار کا پابند بنایا جائے گا۔"

امریکہ کی ایک دوسری ریاست Maryland کے پبلک جنرل لاز 1879ء کے آرٹیکل 72 کے سیکشن 189 میں توہینِ مسیح کی سزا ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے؛

"اگر کوئی شخص تقریر یا تحریر سے خداوند قدوس پر لعنت کرے یا توہین کرے یا ہمارے نجات دہندہ یسوع مسیح یا عقیدہ تثلیث کے حوالے سے گستاخانہ الفاظ یا تحریری مواد پیش کرے گا تو اسے سو ڈالر جرمانہ اور 6 ماہ سے کم قید عدالت کی رائے پر دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔[18]

آئیر لینڈ میں بلاس فیمی کا قانون:

آئیر لینڈ ترقی یافتہ مغربی دنیا میں واحد ملک ہے جہاں حالیہ دور میں توہین رسالت کے حوالے سے بلاس فیمی لاء متعارف کرائی گئی ہے۔ یہ قانون 2009 میں منظور ہوا اور اسے جنوری 2010 میں متعارف کرایا گیا۔ اس قانون کی رو سے کسی بھی مذہب کی مقدسات کے متعلق توہین آمیز مواد شائع کرنے یا توہین آمیز الفاظ کہنے پر بھاری جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے جس کی حد پچیس ہزار یورو تک ہے۔ آئیر لینڈ کے وزیر اعظم Enda Kenny نے 2016ء میں اس قانون پر ایک ریفرنڈم کرانے کا وعدہ بھی کیا تھا۔[19]

آئر لینڈ نے 1922 میں سلطنت برطانیہ سے آزادی حاصل کی۔ اس لیے یہاں کا قانونی نظام بھی برطانیہ کے کامن لاء کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ لہذا کامن لاء کی طرح یہاں بھی بلاس فیمی کا قانون صرف توہین عیسائیت اور توہین مسیح پر لاگو تھا۔ اس قانون کی رو سے 1703ء میں Thomas Emlyn کو ایک ہزار پاؤنڈ اور ایک سال قید کی سزا سنائی گئی تھی۔ اس قانون کے تحت آخری مقدمہ 1855 میں چلایا گیا تھا۔ 1852ء میں اس قانون کے تحت سلطنت برطانیہ میں ایک فرانسیسی John Syngean Bridgman کی جانب سے بائبل جلانے کے جرم میں سزا دی گئی تھی۔

تاہم چونکہ ملک میں پہلے سے رائج شدہ قانون مذہبی مساوات کے قانون کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا تھا اس لیے 2009 میں ایک ایسا قانون منظور کیا گیا جو تمام مذاہب کی مقدسات سے متعلق ہے۔

نیوزی لینڈ میں توہین مذہب کی سزا:

1840ء سے 1893ء تک نیوزی لینڈ میں انگلش کامن لاء کا نفاذ رہا اس عرصے میں یہاں کامن لاء میں موجود بلاس فیمی قوانین نافذ العمل رہے۔ 1893 کے بعد یہاں تعزیری ایکٹ 1893 نافذ ہوا جس میں بھی بلاس فیمی سے متعلقہ بعض قوانین موجود تھے۔ 1908 میں ایک نیا ایکٹ منظور کیا گیا جس میں بھی بلاس فیمی سے وہی دفعات موجود تھیں۔ آخری بار 1961ء میں ایک نیا ایکٹ نافذ کیا گیا جس کے سیکشن 123 کی رو سے گستاخانہ تحریر کی اشاعت پر ایک سال سے زائد قید کی سزا مقرر ہے۔[20]

جون 2015 میں نیوزی لینڈ کی پارلیمان نے مذہب کی توہین کے نام سے ایک نیا قانون متعارف کرایا جس کی رو سے اب ایسے جرائم کرنے والے افراد کو دو سال قید کی سزا ہو سکتی ہے۔[21]

کینیڈا میں توہینِ مذہب کی سزا:

کریمنل کوڈ آف کینیڈا کے آرٹیکل (i)296 کا متن حسب ذیل ہے؛

"Everyone who publishes a blasphemous liable is guilty of an indictable offence and liable to imprisonment for a term not exceeding two years.[22]"

"جو کوئی بھی گستاخانہ مواد یا تحریر کی اشاعت کرے گا وہ ایک نمایاں اور واضح جرم کا مرتکب ہو گا اور اسے دو سال تک قید کی سزا دی جائے گی۔"

آسٹریا میں بلاس فیمی کا قانون:

آسٹریا کے کریمنل کوڈ کے سیکشن 188 میں "مذہبی تعلیمات کی بے حرمتی" “Vilification of Religious Teachings” کے عنوان سے درج ذیل قانون موجود ہے:

“Anyone who publicly disparages a person or thing that is the object of worship of a domestic church or religious society, or a doctrine, [or other] behavior is likely to attract legitimate offense...”[23]

"جو کوئی بھی اعلانیہ طور پر کسی ایسے شخص یا چیز کی توہین کرے جو عبادت، چرچ یا کسی بھی مذہبی سوسائٹی یا نظام عقائد سے متعلق ہو، تو ایسے شخص کو قانونی طور پر جارح سمجھا جائے گا۔

فن لینڈ میں بلاس فیمی کا قانون:

فن لینڈ کے کریمنل کوڈ کے 17ویں باب کے سیکشن 10 میں مذہب کی بے حرمتی کی سزائیں بیان ہوئی ہے؛

“Art. 17.10, par. 1 of the Finnish Criminal Code prohibits “publicly blasphemes against God or, for the purpose of offending, publicly defames or desecrates what is otherwise held to be sacred by a church or religious community”. The punishment is a fine or imprisonment for up to six months.[24]

"مجرمانہ نیت سے خدا کی شان میں بدگوئی کرنا اور گستاخی کرنا یا چرچ اور مذہبی حلقوں میں متبرک مانی جانے والی چیزوں کی بے ادبی کرنے والے کو چھ ماہ قید یا جرمانے کی سزا بطور پائمالی حرمتِ مذہب دی جائے گی۔

پولینڈ میں بلاس فیمی کا قانون:

پولینڈ (Poland) وسطی یورپ میں واقع ہے۔ اس کے مغرب میں جرمنی اور مشرق میں بیلاروس اور یوکرین واقع ہیں۔ پولینڈ کی کل آبادی 38 ملین ہے جس کا 94 فی صد رومن کیتھولک پر مشتمل ہے۔ باقی 6 فی صد میں دوسرے چھوٹے عیسائی گروپ شامل ہیں۔ پولینڈ میں مذہبی توہین سے متعلق بعض قوانین کا نفاذ ہے۔ پولینڈ کے تعزیری ضابطہ کی دفعہ 196 مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلق ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ "کوئی بھی ایسا شخص جسے عوام کے بیچ کسی بھی مذہبی مقدس مقام یا کسی بھی مذہبی فرقے کے لیے مقدس چیز کی بہتان طرازی کے ذریعے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کا مجرم پایا گیا، تو ایسے شخص پر جرمانہ عائد کیا جائے گا، اس کی آزادی پر پابندی عائد کی جائے گی، یا اسے زیادہ سے دو سال قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ [25]

اس دفعہ میں اصل توجہ چونکہ مذہبی نظریات، شخصیات یا ذات باری تعالیٰ کے مقابلہ میں مذہبی مقام یا مذہبی چیز پر مرکوز کی گئی ہے اسی وجہ سے اس دفعہ کے تحت درج کیے گئے زیادہ تر مقدمات کا تعلق آرٹ کی مختلف شکلوں میں استعمال کی گئی مذہبی علامتوں کے استعمال سے ہے۔ [26]

یونان میں بلاس فیمی کا قانون:

یونان مغربی دنیا کا ایک تسلیم شدہ جمہوریت ہے اور طویل مدت سے یورپی یونین کا ممبر ہے۔ یونان میں اکثریتی آبادی آرتھوڈکس عیسائیوں پر مشتمل ہے۔ مسلمان کل آبادی کا 1.3 فیصد اور باقی آبادی میں بہت حد تک یہودی، رومن کیتھولک اور دوسرے عیسائی فرقے شامل ہیں۔[27]

یونان میں بھی مذہبی توہین اور شتم سے متعلق قوانین موجود ہیں۔ یونان کے تعزیری ضابطہ میں آرٹیکل 198 اور 199 کی دفعہ 7 کے تحت مذہبی توہین سے متعلق دفعات شامل ہیں۔ ان دفعات کا عنوان ہے "مذہبی امن کے خلاف جرائم"۔ دفعہ 198 کے تحت خدا کے خلاف کسی بھی طرح کی توہین جو عوام کے درمیان میں کی گئی ہو اور جس کا مقصد بغض پر مبنی ہو، کے لیے زیادہ سے زیادہ دو سال قید کی سزا مقرر کی گئی ہے۔[28]

اسی طرح دفعہ 199 کے مطابق خدا یا خدا کی شان کے برخلاف تسلیم شدہ مذاہب پر مرتکز ہے اور اس کے تحت ایسے کسی بھی شخص کے لیے جو آرتھوڈوکس چرچ یا یونان کے اندر کسی بھی مذہب کی عوام کے درمیان توہین کرتا ہے اور جس کا مقصد بغض پر مبنی ہو، تو اس کے لیے دو سال کی سزا تجویز کی گئی ہے۔[29]

توہین مذہب کے بارے میں اسلامی ممالک کے قوانین کا ایک جائزہ:

دینی مقدسات کی توہین کے بارے میں تعزیری قوانین ہر ملک اور معاشرے میں امن وامان برقرار رکھنے کے لیے نہایت ضروری ہیں لیکن اسلامی ممالک میں ایسے قوانین کا نافذ کرنا اسلامی ریاست کی شرعی ذمہ داری ہے۔ اگرچہ موجودہ دور میں آزادی اظہاررائے کے نام پر موجود مختلف بین الاقوامی تنظیمیں ان قوانین کو ختم کرنے کے لیے مسلسل کوششیں کر رہی ہیں۔ اسلامی ممالک میں افغانستان، پاکستان، سعودی عرب، ایران، الجیریا، مصر، انڈونیشیا، ملائیشیا، نائیجریا، اردن، کویت، قطر، ترکی، متحدہ عرب امارات، یمن اور دیگر کئی ممالک میں اس طرح کے قوانین موجود ہیں۔

دینی مقدسات کی حرمت سے متعلق پاکستانی قوانین کا مختصر جائزہ

پاکستان کا شمار دنیا کے ان ممالک میں ہوتا ہے جہاں توہین مذہب بالخصوص توہین رسالت سے متعلق سخت قوانین موجود ہیں۔ پاکستان میں موجود توہین مذہب کے قوانین کی بنیاد پاکستان بننے سے پہلے کے قوانین ہیں جو برطانوی سامراج کے دور میں بنائے گئے تھے۔ تاہم مختلف اوقات میں ان میں ترامیم ہوتی رہی ہیں۔

1898ء میں برصغیر پاک وہند میں بڑھتے ہوئے مذہبی جرائم کی روک تھام اور ہر قسم کے نسلی، مذہبی اور مسلکی اختلافات ختم کرنے کے لیے برطانوی حکومت نے بعض دفعات قوانین انڈین ضابطہ اخلاق میں شامل کئے تھے۔

پاکستان بننے کے بعد ان میں ترامیم کا سلسلہ جاری رہا اور 1980 سے لے کر 1986 تک ان میں کئی اور ترامیم کا اضافہ ہوا اور 12 اکتوبر 1986ء کو پارلیمان نے تعزیرات پاکستان میں ایک نئی دفعہ C-295 کا اضافہ کیا جس کی رو سے توہین رسالت کرنے والے مجرم کے لیے پہلی مرتبہ سزائے موت یا عمر قید کی سزا مقرر ہوئی۔

بعد میں وفاقی شرعی عدالت میں ایک پیٹشن دائر کی گئی جس کی سماعت اس وقت کے چیف جسٹس گل محمد خان اور دیگر تین ججز نے کی اور 30 اکتوبر 1990 کو اس کا فیصلہ سناتے ہوئے آئین کی دفعہ C-295 سے "عمر قید" کے الفاظ حذف کر دیئے اور یوں توہین رسالت کے مجرم کی سزا اب صرف سزائے موت بر قرار رکھی گئی ہے۔

پاکستان کے علاوہ چند دیگر اسلامی ممالک میں بھی توہین مذہب کے ملزموں کو سزائے موت دی جاسکتی ہے جن میں ایران اور سعودی عرب سر فہرست ہے۔

انڈونیشیا میں مذہبی مقدسات کی توہین پر سزا کا قانون:

انڈونیشیا (Indonesia) جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ایک اسلامی ہے۔ آبادی کے اعتبار سے یہ دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ یہاں کی کل آبادی کا 89 فیصد حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ 17 اگست 1945 کو انڈونیشیا نے ہالینڈ سے آزادی حاصل کی۔ اس کا پرانا نام جزائر شرق الہند تھا۔ [30]

انڈونیشیا کے پینل کوڈ میں صدر سوئیکارنو نے 1965 میں ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے دفعہ 156(A) متعارف کرایا۔ اس دفعہ 156(A) کی رو سے مذہب کے خلاف گستاخانہ جذبات کا اظہار بلاس فیمی ہے۔ اس دفعہ کے تحت ایسے کسی بھی شخص کو پانچ سال تک کی قید کی سزا دی جاسکتی ہے جو، "عوام کے بیچ جان بوجھ کر اس طرح جذبات کا اظہار کرتا ہے یا کوئی ایسی حرکت سرانجام دیتا ہے جو

i) اپنی نوعیت کے لحاظ سے سے بنیادی طور پر انڈونیشا میں قانونی طور پر تسلیم شدہ کسی بھی مذہب کے ساتھ کسی بھی طرح کی عداوت کا اظہار کرتا ہو، اس کی برائی کرتا ہو، یا اس پر کوئی الزام لگاتا ہے۔

ii) اس کا مقصد کسی فرد کو ایسے مذہب پر عمل کرنے سے روکنا ہو جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے یقین پر مبنی ہو۔ [31]

ملائشیا میں مذہبی مقدسات کی توہین پر سزا کا قانون:

انڈونیشیا کے پڑوس میں واقع ملائیشیا (Malaysia) بھی جنوب مشرقی ایشیا کا ایک اسلامی ملک ہے۔ ملائشیا کا آئین مذہب کی آزادی کی ضمانت دیتا ہے جب کہ اسلام سرکاری مذہب ہے۔ 2010 کی مردم شماری کے مطابق یہاں مسلمانوں کی آبادی 61.3 فیصد ہے، جبکہ دوسری بڑی اکثریت بدھ مت کی ہے جو کل آبادی کا 19.8 فیصد ہے۔[32]
ملیشیا کے اندر دوہرا قانونی نظام ہے جو شہری یا سیکولر عدالتوں اور شریعت پر مشتمل ہے۔ شہری یا سیکولر عدالتیں انگلش کامن لاء پر مبنی ہیں۔ شریعت کا قانونی نظام ابتدا میں کسی حد تک غیر رسمی تھا لیکن آج کے دور میں دونوں نظام ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ کام کرتے ہیں۔ کیونکہ حکومت نے ریاستی سطح کی شرعی عدالتوں کے نظام کو مسلسل بہتر بنایا ہے۔ شرعی عدالتوں کی قانونی حدود میں صرف مسلمان اور ان کے خاندانی اور مذہبی مسائل ہی آتے ہیں۔
پاکستان کی طرح ملائشیا کے پینل کوڈ میں بھی باب پانزدہم مذہبی جرائم سے متعلق ہے۔ تعزیری ضابطہ کے سیکشن XV کے دفعہ 295 میں مذہبی توہین سے متعلق جرائم کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً کسی عبادت گاہ کی بے حرمتی کرنا، کسی مذہبی اجتماع میں خلل ڈالنا، اور قبرستانوں پر قبضہ کرنا۔ دفعہ 298 اور 298A کے تحت ایسے الفاظ کے بولنے پر ممانعت ہے جن کا مقصد جان بوجھ کر کسی شخص کی مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانا اور عدم رواداری، عدم اتحاد یا دشمنی کے احساسات، نفرت پیدا کرنا، یا تعصب پیدا کرنا ہو۔[33]
ریاستی سطح پر مذہبی توہین اور اسلام کی برائی کرنا خاص طور پر ممنوع ہے، مثال کے طور پر وفاقی خطوں کے شرعی مجرمانہ قانون ایکٹ 1997 (نمبر 559) کے سیکشن III کے مطابق:

(۱) کوئی بھی شخص جو لکھ کر، زبانی یا بصری وسیلہ کے ذریعہ یا کسی بھی دوسرے طریقہ سے۔

i) مذہب اسلام کی توہین کرتا ہے یا اس کی توہین کرتا ہے یا اس کی توہین کا سبب بنتا ہے۔

ii) مذہب اسلام سے تعلق رکھنے والی سرگرمیوں یا تقاریب پر ہنستا ہے، ان کی نقل اتارتا ہے یا ان کا مذاق اڑاتا ہے؛

iii) مذہب اسلام سے متعلق کسی بھی ایسے قانون کی توہین کرتا ہے یا اس کی ہتک کرتا ہے جو اس وقت وفاقی خطوں میں لاگو ہے، ایسا شخص جرم کا مرتکب پایا جائے گا اور جرم ثابت ہونے پر اسے جرم ادا کرنا ہوگا جو تین ہزار رنگٹ سے متجاوز نہ ہوگا یا اسے قید میں ڈالا جائے گا جس کی مدت دو سال سے زیادہ نہ ہوگی، یا اس پر دونوں ہی سزائیں لاگو ہوں گی۔[34]

(۲) کوئی بھی ایسا شخص جو اپنے الفاظ یا اپنے کسی عمل سے قرآن یا حدیث کا مذاق اڑاتا ہے، ان کی توہین کرتا ہے، ان پر ہنستا ہے یا ان کی ہتک کا موجب بنتا ہے، جرم کا مرتکب مانا جائے گا اور جرم ثابت ہو جانے پر اسے پانچ ہزار رنگٹ تک جرمانہ ادا ہو گا یا اس کو قید میں ڈالا جائے گا جس کی مدت تین سال سے زیادہ نہ ہو گی یا اس پر دونوں سزائیں لاگو ہوں گی۔[35]

دوسری ریاستوں کے شرعی مجرمانہ قوانین میں بھی اسی طرح کی دفعات شامل ہیں اگرچہ ان میں سے ہر ایک کی سزا اور اس کے نفاذ کا درجہ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ان قوانین کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے اور اس میں بہت سی دوسری شرعی خلاف ورزیوں کا بھی دھیان رکھا گیا ہے اور ان کا احاطہ کیا گیا ہے، جو اکثر معاملات میں اسلام کی توہین کے زمرے میں آتی ہیں۔[36]

الجیریا میں مذہبی مقدسات کی توہین کے قوانین:

عوامی جمہوریہ الجیریا کی آبادی 99فیصد سے بھی زیادہ سنی مسلمان ہے۔ آئین کی روسے اسلام ملک کا سرکاری مذہب ہے۔ اسلامی شریعت کے برعکس قانون سازی کے ذریعے اسلام کی توہین اور بے حرمتی ممنوع قرار دی گئی ہے۔ بلاس فیمی کی سزا سالوں سال قید اور جرمانہ مقرر کیا گیا ہے۔ فروری 2008ء میں یوسف الرحمانی (عیسائی) اور حامد رمضانی کو توہین اور بے حرمتی مذہب کے جرم میں 3، 3سال قید اور 50، 50ہزار دینار جرمانہ کیا گیا تھا۔[37]

الجیریا کی تعزیری قانون کی دفعہ 144 کے تحت اللہ تعالیٰ یا کسی بھی نبی کی زبانی یا تحریری توہین کرنے یا خاکہ سازی کے ذریعہ توہین کرنے، کسی اعلانیہ یا کسی بھی دوسرے ذریعہ سے اسلامی عقائد اور تعلیمات کو بدنام کرنے پر کم از کم پانچ سال قید کی سزا اور پچاس ہزار سے لے کے ایک لاکھ دینار تک کا جرمانہ عائد کیا جا سکتا ہے۔[38]

مصر میں مذہبی مقدسات کی توہین پر سزا کا قانون:

مصر کی آئین کی روسے مذہب اسلام کو سرکاری حیثیت حاصل ہے۔ قانون سازی کے بنیادی ماٰخذ اسلامی شریعت کے اصول و قوانین ہیں۔ ایجوکیشن ایکٹ 1981ء کی روسے سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم لازمی ہے۔ مصر کے قانون العقوبات المصری (Egyptian Penal Code) کے مطابق بلاس فیمی کی سزا حسب ذیل ہے۔

مصری پینل کوڈ کے دفعہ 98(ف) EPC, 98-F کا تعلق مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلقہ جرائم سے ہے۔ اس قانون کی روسے مذہبی مقدسات کی توہین پر حسب ذیل سزا کا اطلاق ہوتا ہے؛

"ہر شخص پر ایسی قید و حراست جو 6 ماہ سے کم نہ ہو اور 5 سال سے زائد نہ ہو اور جرمانہ جو پانچ سو پاونڈ سے کم نہ ہو اور ایک ہزار پاونڈ سے زیادہ نہ ہو عائد کی جائے گی، جو مذہب کے خلاف پروپیگنڈا میں تحریری یا تقریری یا کسی اور ذریعے سے تصادم، لڑائی جھگڑے اور اشتعال انگیزی کی خاطر مذہب یا کسی طبقہ کے جذبات کی تحقیر و توہین کرے گا یا قومی وحدت کو پارہ پارہ کرے گا۔"[39]

اس قانون کی رو سے کسی بھی آسمانی مذہب کی توہین یا اس کو برا کہنے کو، قومی اتحاد اور سماجی ہم آہنگی کو سبوتاژ کرنے یا اشتعال انگیزی پیدا کرنے لیے مذہب کے استعمال کو ایک مجرمانہ عمل قرار دیا گیا ہے۔

مصری پینل کوڈ (EPC) کی دوسری دفعات میں مذہبی مقدسات کی توہین کی مختلف صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر، آرٹیکل 160 کے تحت مذہبی عمارتوں، مقامات، علامات، عیسائی قبرستان، مسلمانوں کے قبرستان کو برباد کرنے، توڑ پھوڑ کرنے، ان کی بے حرمتی کرنے یا مذہبی رسومات میں خلل ڈالنے پر سزا دینے کا ذکر کیا گیا ہے۔ آرٹیکل 161 کے تحت حکومت سے منظور شدہ کسی بھی آسمانی مذہب (جیسے اسلام، یہودیت اور عیسائیت وغیرہ) کے خلاف جان بوجھ کر توہین پر مبنی مواد کی اشاعت اور عوام الناس میں اس کی تقسیم پر ممانعت ہے۔ اسی آرٹیکل کے تحت عوام کے درمیان مذہبی رسومات کا مذاق اڑانا بھی ایک قانونی جرم ہے۔ آرٹیکل 176 کے تحت لوگوں کو ورغلانے یا کسی بھی مذہبی فرقہ کی توہین کرنے یا اس کے خلاف نفرت پھیلانے پر سزا کا اطلاق ہوتا ہے۔[40]

متحدہ عرب امارات میں بلاس فیمی کی سزا:

متحدہ عرب امارات (UAE) کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور ملک کی آبادی کا 85 فیصد سنی مسلمان جبکہ باقی شیعہ ہیں۔ متحدہ عرب امارات میں دو قسم کی عدالتیں قائم ہیں۔ سیکولر اور شرعی عدالتیں۔ شرعی عدالتیں سپریم کورٹ آف متحدہ عرب امارات کو جواب دہ ہوتی ہیں۔ توہین رسالت کے فیصلے شرعی عدالتوں میں نمٹائے جاتے ہیں۔ دیگر ممالک کی طرح یہاں بھی توہین مذاہب کی سزا قید و جرمانہ ہیں۔

متحدہ عرب امارت کے ضابطہ تعزیرات میں باب پنجم دینی شعائر اور عقائد سے متعلقہ جرائم کے بارے میں ہے۔ اس باب کا نام ہے: "الجرائم الماسة بالعقائد والشعائر الدينية". اس باب کی دفعات 312، 315، مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلقہ جرائم کے بارے میں ہیں جبکہ دفعہ 316 مقامات تدفین کی حرمت سے متعلق ہے۔ ذیل میں دفعات 312 اور 315 کا عربی متن اردو ترجمہ کے ساتھ ملاحظہ کیجئے:

المادة 312: يعاقب بالحبس وبالغرامة أو بإحدى هاتين العقوبتين كل من ارتكب جريمة من الجرائم الآتية:

1. الإساءة إلى أحد المقدسات أو الشعائر الإسلامية

2. سب أحد الأديان السماوية المعترف بها
3. تحسين المعصية أو الحض عليها أو الترويج لها أو إتيان أي أمر من شأنه الإغراء على ارتكابها
4. أكل المسلم لحم الخنزير مع علمه بذلك

فان وقعت إحدى هذه الجرائم علنا كانت العقوبة الحبس الذي لا يقل عن سنة أو الغرامة."[41]

"ہر ایسا شخص جو درج ذیل جرائم میں سے کسی ایک کا بھی مرتکب ہو، اسے کم از کم ایک سال قید یا جرمانہ کی دی جاسکتی ہے:

1. اگر وہ مقدسات یا اسلامی شعائر میں سے کسی کی توہین کا مرتکب ہو۔
2. تسلیم شدہ آسمانی ادیان میں سے کسی کو گالی دینے کا مرتکب ہو۔
3. کسی گناہ یا معصیت کے کام کی تحسین کرے، اس پر لوگوں کو ابھارے یا اس کی ترویج کرے۔
4. کوئی مسلمان جانتے ہوئے خنزیر کا گوشت کھائے۔"

المادة 315: "يعاقب بالحبس وبالغرامة أو بإحدى هاتين العقوبتين كل من أساء إلى إحدى المقدسات أو الشعائر المقررة في الأديان الأخرى متى كانت هذه المقدسات والشعائر مصونة وفقا لأحكام الشريعة الإسلامية."[42]

"ہر ایسے شخص کو جو دیگر ادیان کے مقررہ شعائر یا مقدسات میں سے کسی کی توہین کا مرتکب ہو، قید، جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی، جب تک یہ مقدسات اور شعائر اسلامی شریعت کی رو سے محفوظ تصور کیے جاتے ہوں۔"

سعودی عرب میں گستاخ رسول کی سزا:

سعودی عرب کی تقریباً سو فیصد آبادی مسلمان ہے۔ یہاں کوئی مقررہ تحریری ضابطہ تعزیرات موجود نہیں بلکہ اسلامی شریعت کی روشنی میں عدالتیں ان جرائم کا فیصلہ کرتی ہیں۔ سعودی پینل کوڈ حنبلی مکتبہ فکر کے تحت بنائے گئے شرعی قوانین، فتاویٰ اور شاہی فرمانوں اور ان کے تحت وقتاً فوقتاً بنائے جانے والے ذیلی ضوابط کا مجموعہ ہے۔ ان قوانین کی رو سے توہین مذہب حدود کے دائرے میں آتا ہے۔ جرم کی سنگینی کے اعتبار سے یہاں جرمانے، کوڑوں، قید اور بعض صورتوں میں موت کی سزا دی جاسکتی ہے۔ حد ارتداد اور محاربہ کی بنیاد پر شاتم رسول کو قتل کی سزا دی جاتی ہے۔[43]

اسلامی جمہوریہ ایران میں شاتم رسول کی سزا:

ایران کی ننانوے فیصد آبادی مسلمان ہے اور ملک میں سرکاری سطح پر شرعی قوانین کا ماخذ فقہ جعفریہ ہے۔ 2012ء سے قبل ایرانی پینل کوڈ میں مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلق کوئی علیحدہ شق نہیں تھی، بلکہ اسلامی حکومت کی مخالفت اور توہین مذہب جیسے واقعات میں "مفسد فی الارض" کے قانون کے تحت درج ذیل سزائیں دی جاتی تھیں:

۱۔ سر قلم کرنا ۲۔ سولی دینا ۳۔ داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹنا ۴۔ ملک بدری۔[44]

2012ء میں ایرانی مجموعہ تعزیرات میں بعض ترامیم منظور کی گئیں۔ نئے پینل کوڈ کی کتاب دوم، باب پنجم "ساب النبی" کے نام سے ہے۔ اس باب کی دفعہ 262 کی رو سے کوئی بھی ایسا شخص جو پیغمبر اسلام کی توہین کا ارتکاب کرتا ہے تو ایسا شخص "ساب النبی" کہلائے گا اور اس کی سزا قتل ہے۔ انبیاء کرام کے علاوہ اگر کوئی شیعہ مسلک کے بارہ ائمہ یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں سے کسی کی توہین کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی سزا بھی قتل مقرر کی گئی ہے۔[45]

افغانستان میں قانونِ ناموسِ رسالت کی سزا قتل:

افغانستان میں توہین رسالت کے خلاف شرعی احکامات کی پیروی کی جاتی ہے۔ آئین کی رو سے 18 سال سے زیادہ عمر کا مرد یا عورت صحیح العقل ہونے کے باوجود گستاخی اور بے حرمتی کا ارتکاب کرے اور اس فعل شنیع سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہ ہو تو اسے پھانسی کی سزا دی جائے گی۔[46]

جدید ترکی میں مذہبی مقدسات کی توہین پر سزا کا قانون:

ترکی کا موجودہ آئین سیکولرزم پر مبنی ہے اور ایک طویل عرصے تک یہاں سیکولر حکمرانوں کا راج رہا ہے اس لیے ترکی کی آئین میں بلاس فیمی، یا توہین رسالت سے متعلق کوئی الگ قانون موجود نہیں ہے۔ تاہم کچھ عرصے سے اس نوعیت کے مقدمات عدالتوں میں ضابطہ فوجداری کا آرٹیکل نمبر 216 کے تحت درج کیے گئے ہیں اگرچہ آئین کا آرٹیکل 216 کا اطلاق بنیادی طور پر "نفرت انگیزی اور دشمنی سے متعلق مقدمات" کے لیے ہے۔ اس قانون کے تحت مذہبی منافرت پھیلانے والے مجرموں کو چھ ماہ سے ایک سال تک قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔[47]

2013ء سے 2018 تک کئی مجرموں کو اس قانون کے تحت قید کی سزائے دی جا چکی ہیں۔

بنگلہ دیش میں مذہبی مقدسات کی توہین پر سزا کا قانون:

1971 میں پاکستان سے الگ ہونے والے ملک بنگلہ دیش آبادی کے لحاظ مسلم دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے۔ یہاں تراسی فیصد آباد مسلمان ہے۔ انیس سو ترانوے میں جماعت اسلامی بنگلہ دیش نے ایک قانونی بل پارلیمنٹ میں پیش کیا جس کے تحت قرآن کریم اور رسول ﷺ کی توہین پر عمر قید اور موت کی سزا تجویز کی گئی۔ لیکن یہ بل مسترد ہو گیا۔ اس وقت بنگلہ دیش پینل کوڈ (1860) کے باب نمبر پندرہ کی رو سے توہین مذہب پر پانچ سال تک قید اور جرمانے کی سزا مقرر ہے۔ پینل کوڈ کے باب نمبر پندرہ کی دفعہ 295A کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:

"جو کوئی بھی قصداً اور بدنیتی کی غرض سے بنگلہ دیش کے کسی بھی گروہ کے مذہبی جذبات و احساسات کی توہین اور تذلیل کرے گا چاہے زبان سے ہو، اشاروں یا نمونہ وغیرہ سے ہو یا کسی گروہ کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کی

کوشش کرے گا وہ قید کا سزاوار ہو گا جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا اسے جرمانہ کیا جائے گا یا دونوں (قید اور جرمانہ) سزائیں دی جائیں گی۔"[48]

نائیجریا میں مذہبی مقدسات کی توہین پر سزا کا قانون:

نائیجریا کی چھتیس ریاستوں میں سے بارہ ریاستیں سنی مسلمان ہیں۔ ملک میں دو قسم کی عدالتیں؛ شرعی اور سیکولر عدالتیں قائم ہیں۔ نائیجیرین کریمنل کوڈ کے دفعہ 204 میں بلاس فیمی کی سزا دو سال قید ہے۔ دفعہ حسب ذیل ہے؛

"جو کوئی بھی ایسا کام کرے گا جو کسی بھی طبقہ کے لوگوں یا مذہب کی توہین شمار کی جائے گی اور اس نیت و ارادے سے کہ ان کے ذاتی اور مذہبی جذبات مجروح ہو جائیں یا ایسی غیر قانونی حرکت جو باوجود اس علم کے کہ اس سے کسی کے احساسات متاثر ہوں گے کا ارتکاب کرے گا تو اسے دو سال قید کی سزا سنائی جائے گی۔[49]

مذہبی مقدسات کی توہین سے متعلق یورپی ممالک اور اسلامی ممالک میں موجود تعزیراتی دفعات کا مطالعہ اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے کہ اسلامی ممالک میں موجود قوانین نہ صرف اسلامی مقدسات کی حرمت کے تحفظ کے لیے ہے بلکہ یہ قوانین تمام مذاہب بالخصوص اسلام، یہودیت اور عیسائیت کے دینی مقدسات کا تحفظ کرتی ہیں جب کہ اس کے مقابلے میں مغربی ممالک میں موجود قوانین صرف عیسائیت اور چرچ کی حرمت سے متعلق ہیں۔

اقوام متحدہ کے قراردادوں کی روشنی میں قانون توہین مذاہب

موجودہ دور میں ہر طرف اظہار رائے کی آزادی (فریڈم آف اسپیچ اینڈ ایکسپریشن) کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی رائے اور سوچ کا اظہار کرے اور کسی بھی چیز پر تنقید کرے۔ اس کے ساتھ عمل اور لکھنے کی آزادی کو بھی اظہار رائے کی آزادی میں شمار کیا جاتا ہے۔ یعنی ہر انسان تقریر و تحریر اور عمل کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہے۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی منشور 1948ء میں بنی نوع انسان کے مساویانہ اور ناقابلِ تغیر حقوق کے ساتھ ساتھ بنیادی آزادی کے دفعات ذکر کئے ہیں اور انسانی حقوق کی حفاظت کو دنیا کی آزادی اور امن کا ضامن بتایا ہے۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 18 اور دفعہ 19 ان ہی حقوق کے حوالے سے ہیں:

دفعہ 18: "ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق حاصل ہے۔ اس حق میں مذہب یا عقیدے کو تبدیل کرنے اور پبلک یا نجی طور پر تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل جل کر عقیدے کی تبلیغ، عمل، عبادت اور مذہبی رسوم پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔"[50]

دفعہ 19: "ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہارِ رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنی رائے قائم کرے اور جس ذریعے سے چاہے بغیر ملکی سرحدوں کا خیال کئے علم اور خیالات کی تلاش کرے، انہیں حاصل کرے اور ان کی تبلیغ کرے۔" [51]

اسلام اقوام متحدہ کے چارٹر میں موجود اس اظہار رائے کی آزادی کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ بشرط یہ کہ اس کا غلط استعمال نہ ہو اور خدا اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی اس میں نہ ہو لیکن آزادی قلم اور حریتِ بیان کا یہ مطلب ہر گز یہ نہیں کہ وہ کسی دوسرے فرد کی عزت، ساکھ، معاشرتی مقام اور کردار کو نشانہ بنا کر معاشرے میں افرا تفری اور بے چینی کی فضا ہموار کرے۔ اسلام میں ہر شخص کو اپنی پسند اور اپنے ضمیر کے مطابق عقیدہ رکھنے اور عبادت کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسروں کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنے کی کوشش کرے۔

انسان ہی اس ساری کائنات کی سب سے قابلِ قدر مخلوق ہے اور یہ تمام قانون سازیاں اور حدود و قیود اسی کی عظمت و شرافت کے لئے ہیں، لیکن جس طرح عالمی منشور کے دفعات میں مطلقاً انسان کا ذکر ہے، کسی کالے گورے، امیر و غریب، مسلم و غیر مسلم یا شہری و دیہاتی کی قید نہیں لگائی گئی ہے۔ لہٰذا اس ضابطے کے تحت نبی اور رسول بھی عام انسانوں کی مانند حقوق رکھتے ہیں۔ آزادی فکر و خیال کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی انسان کی آزادی کسی دوسرے انسان کی غلامی اور بے ادبی پر منتج ہو جائے۔ اقوام متحدہ کے اسی عالمی منشور میں مذکورہ آزادی مطلقاً آزادی نہیں ہے بلکہ اس آزادی کا استعمال چند حدود و قیود میں رہ کر کرنا پڑتا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی منشور کے دفعہ 29 میں اسی حقیقت کا ذکر حسبِ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے؛

"اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہو گا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے یا جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لئے قانون کی طرف سے عائد کئے گئے ہیں۔ یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصول کے خلاف عمل میں نہیں لائی جاسکتیں۔" [52]

کسی بھی معاشرے میں مفاہمت، رواداری، دوستانہ ماحول اور امن و امن کی فضا برقرار رکھنا اقوام متحدہ کی عالمی منشور کا مقصد ہے چنانچہ اس منشور کی دفعہ 26-(2) کی رو سے تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشو و نما ہو گا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہو گی، وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں

کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔ [53]

معاشرے میں ایسا ماحول برقرار رکھنے کے لیے تمام افراد معاشرہ کی عزت و احترام کا پاس رکھنا اور ان کے آراء کا احترام کرنا ضروری ہے۔ لیکن موجودہ دور میں آئے روز مغرب کی جانب سے مسلمانوں کو ملی ہوئی مذہبی آزادی کی نہ صرف خلاف ورزی ہوتی ہے، بلکہ اسے آزادیٔ رائے کی ضمن میں حقوق انسانیت کا حصہ شمار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گستاخانہ آمیز خاکوں کی نشر و اشاعت، شان رسالت کی گستاخی میں فلم بندیاں اور دوسرے کئی طریقوں سے مسلمانوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔

لہذا کسی معین فرقے یا گروہ کے دینی مقدسات کو نشانہ بنا کر گستاخی کرنا اور مذہبی تعصب کے بل بوتے پر معاشرے میں تنافر پھیلانا حقوق انسانی کے متفقہ قراردادوں کی خلاف ورزی ہے۔ انہی اصول کی روشنی میں عرب لیگ نے ایک قرارداد منظور کی، جس میں آزادیٔ رائے کی کھلی چھوٹ دے دی گئی، لیکن انبیاء کرام اور شرعی امور کی شان میں گستاخی کرنا قانونی جرم اور حقوق انسانی کی مکمل خلاف ورزی قرار دے دی گئی۔ [54]

نتائج بحث

- آزادی مذہب اور اظہارِ رائے کی آزادی ہر انسان کا بنیادی حق ہے اور دینِ اسلام اس کا اولین علمبردار رہا ہے لیکن اظہارِ رائے کی آڑ میں اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام علیہم السلام، دیگر اسلامی شعائر یا کسی بھی مذہب او راس کے شعائر کی توہین کرنا کسی بھی طرح جائز نہیں ہے۔
- صرف مذہب اسلام ہی نہیں جو اپنے مقدسات کی توہین کرنے والے مجرم قرار دے کر سزا کا مطالبہ کرتا ہے، بلکہ یہودیت، عیسائیت اور ہندومت سمیت تمام مذاہب میں دینی مقدسات کی حرمت کو پامال کرنے کی سختی سے ممانعت ہے اور ایسا کرنے والے کے لیے سخت سزاؤں کا حکم موجود ہے۔
- پاکستان، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات سمیت اکثر اسلامی اور مغربی ممالک میں توہین مذہب کے حوالے سے قوانین موجود ہیں لیکن موجودہ حالات میں اظہار رائے کی آزادی کے نام پر ان قوانین کو منسوخ کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔
- اس لیے موجود گلوبلائزیشین کے دور میں عالمی امن اور استحکام کے لیے اقوام متحدہ کی سطح پر ایسی قانون سازی کی ضرورت ہے جس سے مذہبی مقدسات کی توہین کرنے والوں کو بروقت روکا جاسکے، تاکہ کسی بھی مذہب کے پیروکاروں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے اور عالمی سطح پر مذہبی رواداری کو فروغ دیا جاسکے۔

[1] Internet, Countries with the death penalty for blasphemy, available on http://freethoughtnation.com/blasphemy-laws-around-the-world/ (visited on 10-09-2015)

[2] Ibid

[3] Blasphemy is an indictable offence at common law consisting in the publication of words attacking the Christian religion or the Bible as violent, scurrilous or ribald as to pass the limit of clecent controversy and tend to lead to a breach of peace. It is immaterial whether the words are spoken or written, if written he constitute a blasphemous lible. (Halsbury, Laws of England, Butter words, London , 1975, Edition 4th. 11:576)

[4] Internet, available on : https://en.wikipedia.org/wiki/Blasphemy_law_in_the_United_Kingdom (accessed on 10-10-2015)

[5] Jojn Bowker, The Conciese Oxford Dictionary of World Religions, Oxford University Press London 2005. P 90

[6] علی ابو الحسن بن عبد الحئی بن فخر الدین الحسانی کا شجرہ نسب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ 1331ھ بمطابق 1913ء کو بھارت شمالی ریاست اترپر دیش کے گاؤں رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں ان کے والد انتقال کر گئے جبکہ ان کی تربیت و پرورش ان کی والدہ ماجدہ نے کی۔ اپنے دور کے جید فقہاء اور محدثین جیسے شیخ خلیل انصاری، شیخ عبد الحئی فاروقی، احمد علی لاہوری اور علامہ شبلی نعمانی سے کسب فیض کیا۔ آخر 23 رمضان 1420ھ بروزِ جمعۃ المبارک بمطابق 31 دسمبر 1999ء کو خالقِ حقیقی سے جا ملے اور اپنے آبائی گاؤں رائے بریلی (بھارت) میں مدفون ہوئے۔ تاریخ دعوت و عزیمت، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، قصص النبیین للاطفال وغیرہ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ (عثمانی، محمد تقی، نقوش رفتگاں، ص:444۔)

[7] ندوی، ابوالحسن علی۔ انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر۔ ص220، 221۔

[8] ایضاً۔ ص 221۔

[9] Internet, available on http://blasphemy.nz/, visited on 12-01-2016

10 Internet, available on www.eng.wikipedia.org/wiki/blasphemy-law-in-the-united-kingdom. (visited on 19-09-2015)

[11] Peter, Murphy and others, Blackstone's Criminal Practice 1995, Blackstone Press, Indiana University, New Your 1995. P 653

[12] اسماعیل قریشی، ناموسِ رسول ﷺ اور قانونِ توہینِ رسالت۔ ص228۔

Ismaeel Quraishi, Namoos e Rasool ﷺ aur Qanoo ne Tauheen E Risalat, P: 228

13Internet, available on www.en.wikipedia.org/wiki/blasphemy-law-in-the-united-kingdom. (visited on 19-09-2015)

[14] حوالہ بالا۔

[15]Internet,visit: http://centreforinquiry.ca/blasphemy-laws-still-exist-in-the-united-states (visited on 19-09-2015)

[16] اسماعیل قریشی، ناموس رسالت۔ ص240۔

Ismaeel Quraishi, Namoos e Rasool ﷺ aur Qanoo ne Tauheen E Risalat, P: 240

[17]Internet, available on www.malegislature.gov/laws/generallaws. (visited on 19-09-2015)

[18]Reviseed code of the Public General Laws 1879, Article#72, Section 189.

[19] Internet, available on http://www.blasphemy.ie/history-of-irish-blasphemy-law/ (visited on 12-01-2016)

[20] Crimes Act 1961—Section 123. www.legislation.govt.nz

[21] Internet, available on http://blasphemy.nz/, (visited on 12-01-2016)

[22] Crminial Code of Canada. Available on www.laws_lois.justice.ge.ca, visited on 01-01-2015

[23] The Criminal Code of Austria, Section 188. Also available online, visit: http://www.legislationline.org/documents/section/criminal-codes (visited on 12-01-2016)

[24] The Criminal Code of Finland, Chapter 17, Section 10.

[25] European Commission for Democracy Through Law (Venice Commission), Annexe II: Analysis of the Domestic Law Concerning Blasphemy, Religious Insult and Inciting Religious Hatred in Poland, Romania, Turkey, United Kingdom, on the Basis of Replies to a Questionnaire (Strasbourg: Council of Europe, 2008), 72, available at http://www.venice.coe.int/docs/2008/CDL-AD%282008%29026add2-bil.asp (visited on 15-11-2015)

[26] Jo-Aenan, Prodhom, A Freedom House Special Report, Poland, Page 102

[27] Raaflaub, Kurt A; Ober, Josiah; Wallace, Robert W (2007), *Origin of Democracy in Ancient Greece*, University of California Press, ISBN 0-520-24562-8

[28] Greek Penal Code, Article 198: 1.

[29] Greek Penal Code, Article 199

[30] Brief Introduction of Indonesia, available on http://facts.randomhistory.com/indonesia-facts.html Visited on 17-11-2015

[31] Article 156(A), Penal Code of Indonesia, available at http://www.unhcr.org/refworld/docid/3ffc09ae2.html. Visited on 17-11-2015

[32] Internet,available at http://asia.isp.msu.edu/wbwoa/southeast_asia/malaysia/religion .htm (Visited on 17-11-2015)

[33] Penal Code of Malaysia, Act 574, incorporating all amendments up to January 1, 2006, available at http://www.agc.gov.my/agc/Akta/Vol.%2012/Act%20574.pdf

[34] Shariah Criminal Offences (Federal Territories), Act 559, 1997, incorporating all amendments through January 1, 2006, available at http://www.mylawyer.com.my/law/Syariah_Criminal_Offences_Federal_Territories_Act.php (visited 10-10-2015)

[35] Ibid

[36] A Freedom Hosue Special Report, Malaysia, Year 2013, Page 9, also available online on https://freedomhouse.org/country/malaysia (visited 10-10-2015)

[37] 2008 Human Rights Report: Algeria. Available on http://www.state.gov/j/drl/rls/hrrpt/2008/nea/119112.htm , (visited on 18-11-2015)

[38] Constitution of Algeria, 1996, available at http://www.algeria-un.org/default.asp?doc=-c1p1. (visited on 18-11-2015)

[39] Egyptian Penal Code, Section 98(f)available online on http://hrlibrary.umn.edu/research/Egypt/criminal-code.pdf, visited 10-01-2016

[40] Egyptian Pencal Code, Article 160, 161, 176

[41] قانون العقوبات لدولۃ الامارات العربیۃ المتحدۃ، المادۃ312، آن لائن دیکھنے کے لیے ملاحظہ کریں۔

Qanoo nul Uqoobat Lidaulat il Imarat Alarabia Al Muttahida, Al Maddah 312, for Online see: http://mublegal.com/wp-content/uploads/2014/07/Federal-law-penal-code.pdf

[42] ایضاً، المادۃ315

Ibid; Maddah: 315

[43] Interent, available on https://selfscholar.wordpress.com/2012/12/19/blasphemy-laws-in-the-middle-east/ (visited on 18-11-2015)

[44] Islamic Republic's Penal Code, Section # 202

[45] New Islamic Penal Code of Iran, Book II, Article 262, avialbale on http://end-blasphemy-laws.org/countries/middle-east-and-north-africa/iran/ (visited on 20-11-2015)

[46] 2008 Report on International Religious Freedom-Afghanistan. www.unchr.org (visited on 20-11-2015)

[47]TÜRK CEZA KANUNU [TURKISH CRIMINAL CODE], Law No. 5237 (Sept. 26, 2004, as last amended Dec. 2, 2016), http://www.mevzuat.gov.tr/MevzuatMetin/1.5.5237.pdf, archived at https://perma.cc/Z2YZ-CZ2B, English (Accessed on 15-08-2019) translation available at

http://www.legislationline.org/documents/action/popup/id/6872/ preview, archived at https://perma.cc/242A-3P85 (Accessed on 15-08-2019)

[48] The Penal Code 1860 of Bangladesh (Act XLV of 1860).

[49] Internet, available on www.nigeria-law.org/crimina (visited 10-01-2016)

[50] آن لائن دیکھنے کے لیے (Universal Declaration of Human Rights- Urdu) دفعہ 18، انسانی حقوق کا عالمی منشور، ملاحظہ کریں:
https://ia800304.us.archive.org/32/items/UniversalDeclarationOfHumanRights-Urdu/urd.pdf (Visited: 10-05-2016)

[51] ایضاً، دفعہ 18

[52] آن لائن دیکھنے کے لیے (Universal Declaration of Human Rights- Urdu) دفعہ 29، انسانی حقوق کا عالمی منشور، ملاحظہ کریں:
https://ia800304.us.archive.org/32/items/UniversalDeclarationOfHumanRights-Urdu/urd.pdf (Visited: 10-05-2016)

[53] حوالہ بالا، دفعہ 26-2

Ibid: clause 26-2

[54] اعلامیہ عرب لیگ، نمبر: 5427، سال 1997

Declaration of Arab league, No5427, 1997